© rasailojaraid.com

اصلاحِ معاشرہ کا نبوی ﷺ منہاج

عبدالرؤف ظفر *

رسول اللہ ﷺ کی بعثت کا ایک بنیادی مقصد معاشرتی بگاڑ کی اصلاح بھی تھا آپ ﷺ جہاں لوگوں کو بتوں کی پرستش سے روک کر اللہ کی وحدانیت کی دعوت دینے کے لئے آئے تھے وہیں پر آپ ﷺ کے فرائض منصبی میں یہ بات بھی شامل تھی کہ آپ ﷺ اُمت کے معاشرتی بگاڑ کی اصلاح کریں اِرشادِ ربانی ہے:

كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولاً مِّنكُمْ يَتْلُوا عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ. (۱)

جس طرح ہم نے آپ میں سے ایک رسول بھیجا جو آپ پر ہماری آیات کی تلاوت کرتا ہے ،اور آپ کا تزکیہ کرتا ہے اور آپ کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔

اور نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

"بعثتُ لأُ تمّم مكارم حسن الأخلاق "(۲)

میں تو اخلاقی خوبیوں کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہوں۔

چنانچہ آپ ﷺ نے اپنی بعثت کے ساتھ ہی معاشرتی اصلاح کے اس فریضے کو سرانجام دینا شروع کر دیا تھا۔ابھی آپ ﷺ مکہ میں تھے کہ ابوذر غفاریؓ نے اپنے بھائی کو اس نئے پیغمبر کے حالات اور تعلیمات کی تحقیق کے لئے مکہ بھیجا۔انہوں نے واپس جا کر اپنے بھائی کو جن الفاظ میں حالات کی خبر دی وہ یہ تھے:

رأيته يأمر بمكارم الأخلاق (۳)

میں نے اس کو دیکھا ہے کہ وہ لوگوں کو اخلاق حسنہ کی تعلیم دیتا ہے۔

حبشہ کی ہجرت کے زمانہ میں نجاشی نے جب مسلمانوں کو بلوا کر اسلام کے بارے میں تحقیقات کیں اس وقت حضرت جعفر طیارؓ نے جو تقریر کی اس کے چند فقرے یہ ہیں:

ايها الملك كنا قوم اهل الجا هلية نعبد الاصنام ونا كل الميتة ونا تى الفواحش ونقطع الارحام ونسى ء الجوار يا كل القوى منا الضعيف فكنا علىٰ ذ لك حتىٰ بعث الله الينا

* ڈائریکٹر سیرت چیئر، دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور، پاکستان

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

رسولا منا نعرف نسبه وصدقه وامانته وعفافه فد عانا الی الله لنوحده ونعبد ہ ونخلع ما کنا نحن نعبد وآبا ؤنا من دونه من الحجا رۃ والاوثان وامرنا بصدق الحدیث واداء الاما نۃ وصلة الرحم وحسن الجو ار والکف عن المحا رم(۴)

اے بادشاہ ہم لوگ ایک جاہل قوم تھے، بتوں کو پوجتے تھے، مردار کھاتے تھے، بدکاریاں کرتے تھے، ہمسائیوں کو ستاتے تھے، بھائی بھائی پر ظلم کرتا تھا۔ زبردست زیردستوں کو کھا جاتے تھے۔ اس دوران ہم میں اللہ نے ایک رسول بھیجا ہم اس کے نسب اس کی سچائی امانت اور پاک دامنی کو جا نتے ہیں اس نے ہم کو سکھایا کہ ہم صرف ایک خدا کی توحید کو مانیں اور اسی کی عبادت کریں اور ہما رے آباء اجداد کی مانند پتھروں اور بتوں کو پوجنا چھوڑ دیں سچ بولیں، امانتیں ادا کریں صلہ رحمی سے کام لیں ہمسایوں سے حسن سلوک کریں اور حرام کاریوں سے رک جائیں۔

نبی اکرم ﷺ نے معاشرتی اصلاح کا بیڑا اُٹھایا اور وحی الٰہی کی بنیاد پر معاشرتی امن وسکوں قائم کیا۔ آج بھی اگر ہم اپنے معاشرے میں امن وسکون کے متلاشی ہیں، معاشرتی اقدار کو پنپتا دیکھنا چاہتے ہیں تو ہمیں اسی چشمہ صافی کی طرف لوٹنا ہوگا اور اپنی اصلاح کے لئے قرآن کے ساتھ ساتھ احادیث نبویہ ﷺ سے رہنمائی لینا ہوگی۔

ذیل میں معاشرتی اصلاح کے حوالے سے سیرتِ نبوی ﷺ کے کردار کا مختصر جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

معاشرے کا مفہوم:

معاشرہ عربی زبان کا لفظ ہے ''مُفاعلة'' کے وزن پر مصدر ہے جس کا معنی ہے باہمی میل جول۔

صاحب لسان العرب لکھتے ہیں: ''العشرۃ: المخالطة''(۵)(عشرت سے مراد میل جول ہے)۔''عشیر الرجل'' (قریبی رشتہ دار کو کہتے ہیں)۔ فرمان الٰہی ہے:

وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ (۶)

اور اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیے۔

عشیر خاوند کو بھی کہتے ہیں کیونکہ وہ بیوی کے ساتھ ساتھ رہتا ہے۔ فرمان نبوی ﷺ ہے:

إنكنّ أكثراهل النار،فقيل لم يارسول الله؟ قال لأنكنّ تكثِرن اللعن وتكفرن العشير(۷)

جہنمیوں کی اکثریت تم عورتوں کی ہوگی، کہا گیا یا رسول اللہ ﷺ کیوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس لیے کہ تم کثرت سے لعن طعن کرتی ہو اور خاوند کی ناشکری کرتی ہو۔

اسی طرح معشر کا لفظ جماعت کے لئے بولا جاتا ہے۔ ارشاد الٰہی ہے:

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنس (۸)
اے جن وانس کی جماعت۔

مختصراً عشرت،عشر معشر ،معاشرہ سب کا مادہ عشر ہے اور یہ باہمی میل جول اور اختلاط کے لئے بولا جاتا ہے چنانچہ معاشرہ سے مراد وہ افراد یا طبقہ ہے جو آپس میں مل جل کر رہتے ہیں۔

انسان فطری طور پر مدنی الطبع ہے اور جماعتی زندگی کا محتاج ہے معاشرتی زندگی میں انسان ایک دوسرے کو کسی نہ کسی طرح متاثر کرتے رہتے ہیں۔یہی اثر فرد کا فرد کے اوپر افراد کا خاندان کے اوپر اور ہر چھوٹی بڑی جماعت کا ایک دوسرے کے اوپر ہوتا ہے۔خیر وشر،صحیح وغلط اور جائز وناجائز میں تمیز کی ضرورت تب ہی تو پیش آتی ہے۔

اگر اجتماعی زندگی نہ ہو تو خیر وشر کی کوئی اہمیت نہیں ہے اسی حوالے سے سچائی کا خیر ہونا اور جھوٹ کا شر ہونا اس وقت تک کوئی قیمت نہیں رکھتا۔جب تک وہ ایسے انسان سے وابستہ نہ ہو جو اجتماعی زندگی بسر کرتا ہو۔اور اگر ایسا نہیں ہے تو پھر کوئی خیر خیر نہیں ہے کوئی شر شر نہیں ہے اور اگر ہم ذرا گہری نظر سے جائزہ لیں تو ہمیں معلوم ہو جائے گا کہ اگر انسان اجتماعی زندگی سے الگ رہنا بھی چاہے تو یہ اس کے امکانات سے باہر ہے اور اگر کوئی اس قسم کا ارادہ بھی کرے تو جماعتی زندگی سے اس کو جو امداد مل سکتی ہے وہ اس سے یکسر محروم ہو جائے گا۔

اسلامی نظام معاشرت:

اسلام اپنا ایک مضبوط اور پائیدار نظام معاشرت رکھتا ہے جس کے اصول وضوابط مستقل و مستحکم ہیں جس کا پورا مزاج عدل وانصاف سے مرکب ہے۔اور جس کے تمام اجزاء باہم مضبوط وہم آہنگ ہیں۔یہ نظام ایسا جامع وہمہ گیر ہے کہ زندگی کے تمام مظاہر اور ہر طرح کی سرگرمیاں اس کے دائرے میں آجاتی ہیں۔یہ انسان کے قلب وضمیر اور اس کے معاملات زندگی دونوں پر محیط ہے اور اپنی ہدایت اور قانون سازی میں دین اور دنیا دونوں پر حاوی ہے۔

اقوال نبوی ﷺ کی روشنی میں انسان کی اجتماعی زندگی کی اہمیت کا جائزہ لیتے ہیں۔ارشاد نبوی ﷺ ہے:

المسلم أخو المسلم (۹)
مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔

المومن للمؤمن كالبنيان يشد بعضه بعضاً (۱۰)
مومن مومن کے لیے دیوار کی مانند ہے جس کا بعض حصہ بعض کو مضبوط کرتا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

إنّ الشیطان ذئب الإنسان کذئب الغنم یأخذالشاذّة والقاصیة والناصیة وإیاکم والشعابَ وعلیکم بالجماعة والعامّة(۱۱)

بے شک شیطان انسان کا بھیڑیا ہے، جس طرح بکریوں کا بھیڑیا ہوتا ہے، جو اس بکری کو پکڑ لیتا ہے جو ریوڑ سے الگ ہو جائے یا دور چلی جائے، لہٰذا تم لوگ بچتے رہو آپس میں گروہ بندی سے اور جماعت اور عام لوگوں کے ساتھ رہو۔

مَنْ فارق الجماعة شبراً فقد خلع ربقة الإسلام من عنقه (۱۲)

جو جماعت سے ایک بالشت بھی دور رہا گویا اس نے اسلام کا قلادہ گردن سے اتار دیا۔

''المؤمن مألف ولاخیرفمن لایالف ولایؤلف''(۱۳)

مومن مانوس ہوتا ہے اور اس آدمی میں کوئی بہتری نہیں جو نہ خود انس رکھتا ہے اور نہ اس سے انس رکھا جاتا ہے۔

ان المسلم الذی یخالط الناس ویصبر علیٰ أذٰھم خیرمن المسلم الذی لایخالط الناس ولا یَصْبر علی أذٰھم (۱۴)

وہ مومن جو لوگوں کے ساتھ گھل مل کر رہتا ہے اور ان کی دی گئی تکالیف پر صبر کرتا ہے اس مومن سے بہتر ہے جو نہ تو لوگوں کے ساتھ گھل مل کر رہتا ہے اور نہ ان کی دی گئی تکالیف پر صبر کرتا ہے۔

المؤمن أخوالمومن یکف عنه ضیعته ویحوطه من ورائه (۱۵)

مومن مومن کا بھائی ہے، اس کو نقصان سے بچاتا ہے اور اس کی پیٹھ پیچھے اس کی حفاظت کرتا ہے۔

المؤمنون کرجل واحدٍ إن اشتکی رأسه تدا عی سا ئر الجسد با لحمیٰ والسهر (۱۶)

تمام مومن ایک آدمی کی طرح ہیں اگر اس کے سر میں تکلیف ہوتی ہے تو اسے سارے جسم میں بخار کی طرح سارے جسم میں محسوس کیا جاتا ہے۔

یہ چند احادیث جو بطور مثال ذکر کی گئیں معاشرتی زندگی کی اہمیت پر روشنی ڈالتی ہیں اور یہ واضح کرتی ہیں کہ اسلام معاشرتی زندگی کی اہمیت پر کس قدر زور دیتا ہے اور اس کی اصلاح کے لئے کن اصول وضوابط کو بروئے کار لاتا ہے۔

اصلاح معاشرہ کا طریقہ کار:

معاشرہ افراد کے مجموعے کا نام ہے لہٰذا اسلام معاشرے کی اصلاح کے ساتھ ساتھ فرد کی اصلاح پر بھی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

زور دیتا ہے اس کی نظر میں فرد اور سماج دونوں کی اصلاح و تربیت یکساں اہمیت رکھتی ہے۔ اسلام ہر فرد کی جداگانہ شخصیت کا قائل ہے وہ معاشرے کے ہر فرد کے ذہن میں یہ احساس بیدار کرتا ہے کہ انسان اپنے اعمال کا ذمہ دار اور اپنی پوری زندگی کے لئے خدا کے سامنے جوابدہ ہے۔ فرمان الٰہی ہے:

مَنْ عمل صالحاً فلنفسه ومَنْ أساءَ فعليها (۱۷)

جو اچھے عمل کرے گا وہ اس کے لیے ہے اور جو برے کرے گا اس کا گناہ اس کے نفس پر ہے۔

احادیث مبارکہ میں بھی انسان کی اس ذمہ داری کو واضح کیا گیا ہے ارشاد نبوی ﷺ ہے:

کلّکم راعٍ وکلکم مسئول عن رعیته (۱۸)

تم میں سے ہر ایک راعی ہے اور اسے اپنی رعیت کے بارے میں جوابدہ ہونا پڑے گا۔

ایک جگہ فرمایا:

لاتزول قدما عبد یوم القیمة من عندربّه حتی یُسال عن خمسٍ، عن عمره فیما أفناه، وعن شبابه فیما أبلاه، وعن ماله من أین اکتسبه وفیما أنفقه، وماذاعمل فیما عَلِمَ (۱۹)

بندے کے قدم اپنے رب کے ہاں سے اس وقت تک قیامت کے دن ہل نہیں سکیں گے جب تک کہ اس سے پانچ چیزوں کے بارے پوچھا نہ جائے؛ عمر کے بارے میں کہ کہاں ختم کی تھی؟ جوانی کے بارے میں کہ اسے کہاں لگایا تھا؟ مال کے بارے میں کہ وہ کہاں سے کمایا تھا؟ اور کس جگہ خرچ کیا تھا؟ اور علم کے بارے میں کہ اس پر اس نے کیا عمل کیا؟

اس احساس ذمہ داری کو پیدا کرنے کے بعد اسلام فرد کی اصلاح کے لئے اس کے ایمان کی تجدید کو ضروری سمجھتا ہے اور اس بات پر زور دیتا ہے کہ انسان اللہ رب العزت کی بھیجی ہوئی تعلیمات کے مطابق اپنی زندگی بسر کرنے کی کوشش کرے۔ اور توحید کا علمبردار بنے۔ جس کی خاطر تمام انبیاء و رسل مبعوث کئے گئے۔ اللہ تعالیٰ نبی اکرم ﷺ کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وَمَآ أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ إِلَّا نُوحِيٓ إِلَيْهِ أَنَّهُۥ لَآ إِلَٰهَ إِلَّآ أَنَا۠ فَٱعْبُدُونِ (۲۰)

اور جو بھی ہم نے آپ ﷺ سے پہلے رسول اور نبی بھیجا اس کی طرف وحی کی کہ میرے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے، لہٰذا میری ہی عبادت کرو۔

نبی اکرم ﷺ نے حضرت معاذ بن جبلؓ سے پوچھا کیا تمہیں معلوم ہے اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر کیا حق ہے اور بندوں کا اللہ تعالیٰ پر کیا حق ہے؟ انہوں نے فرمایا میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ جانتے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا:

فانّ حق اللّٰہ علی العباد أن یعبدوہ ولایشرکوا بہ شیئاً وحق العباد علیٰ اللہ أن لایعذِّب من لایشرك بہ شیئاً(۲۱)

بس اللہ کا بندوں پر حق ہے کہ اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔
اور بندوں کا اللہ پر حق یہ ہے کہ جو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے تو اس پر عذاب نہ کرے۔

اس لئے انسان کو سب سے پہلے اللہ کے حقوق کی پہچان کرنا ہوگی جس سے وہ پہلے اپنی اصلاح اور پھر معاشرے کی اصلاح کی کوشش کرے گا۔اسی بنیادی علم کا حصول نبی اکرم ﷺ نے ہر مسلمان کے لئے ضروری قرار دیا ہے۔

طلب العلم فریضۃٌ علی کل مسلمٍ(۲۲)
علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ دین کا اتنا علم کہ اسلام کیا ہے؟ اور اس کے بنیادی معاملات کیا ہیں؟ فرض عین کا درجہ رکھتا ہے۔ پھر علم دین کے ساتھ ساتھ اس علم کا حصول بھی واجب ہے جو زندگی کے قیام اور تمدن کے فروغ کے لئے ضروری ہے گویا اسلام ایک فرد کو ایسے خطوط پر چلانا چاہتا ہے جس پر اس کے استحکام اور عملی زندگی کی تعمیر کا انحصار ہے۔

علم دین کا ایک بڑا مقصد عملی زندگی کی اصلاح ہے اس لیے اسلام ہر فرد میں جذبہ عمل بیدار کرتا ہے۔ اور سعی وجدوجہد کی اہمیت اس کے ذہن پر نقش کرتا ہے۔

ارشاد الٰہی ہے:

وَأَن لَّيْسَ لِلْإِنسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ (۲۳)
اور انسان کے لیے وہی کچھ ہے جس کے لیے وہ کوشش کرے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

اعملوا فکل میسر لما خلق لہ (۲۴)
عمل کرو پس ہر ایک کے لیے وہ آسان ہوگا جس کے لیے اس کو پیدا کیا گیا۔

فرد کی اصلاح کا ایک مؤثر ترین ذریعہ اور اس کی تربیت کا ایک مستقل نظام اسلامی عبادات ہیں جس کا اسلام نے ایک مفصل پروگرام دیا ہے۔ جس میں کسی کمی بیشی کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ افراط وتفریط سے بچانا بھی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اسلام کا ہی ایک خاصہ ہے نبی اکرم ﷺ کے کئی فرامین سے میانہ روی کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ اسلام کے نزدیک انسان کو نہ صرف دنیا کا ہو کے رہ جانا چاہیے اور نہ ہی راہب بن جانا چاہیے۔ دنیاداری اور دنیا سے اجتناب دونوں سے بچنا ضروری ہے اس کے لئے اعتدال کی راہ سب سے بہترین ہے۔

معاشرتی اصلاح کی بنیادیں:

عمومی طور پر اسلام ایک ایسے معاشرے کا طالب ہے جو ہمہ گیر، مصنوعی اختلافات سے پاک، تعصبات ومکروہات سے منزہ نسل، رنگ، وطن اور زبان کی حدبندیوں سے پرے، مساوات، اجتماعی عدل وانصاف اور ایک عالم گیر برادری کی بنیاد پر قائم ہو اور ایک فکری، اخلاقی نیز اصولی معاشرہ ہو۔ جس کے افراد میں باہمی ہمدردی، انسانیت اور مواساۃ کا رشتہ ہو اس سلسلے میں وہ ہمیں قرآن وسنت کے ذریعے بنیادیں فراہم کرتا ہے۔

اس بارے میں سیرت نبوی ﷺ کا کردار ناقابل فراموش ہے اس نے معاشرتی اصلاح کے اندر بڑا اہم کردار ادا کیا ہے۔ اور معاشرے کو مستحکم اور پرامن طریقے سے رکھنے کے تمام وسائل پر کھل کر بات کی ہے اور ان کمزوریوں اور خرابیوں کی نشاندہی کی ہے۔ جو معاشرے کی جڑوں کو کھوکھلا کر دیتی ہیں۔ ذیل میں ہم اصلاح معاشرہ کے بارے فرامین نبویہ ﷺ کی روشنی میں چند اہم اصولوں کی وضاحت کرتے ہیں۔ جن سے اصلاح معاشرہ میں سیرت النبی ﷺ کے کردار کی بخوبی وضاحت ہو جائے گی۔

ا۔ مساوات:

اسلامی معاشرے کی سب سے پہلی اور اہم ترین خصوصیت یہ ہے کہ سب انسان ایک نسل سے ہیں پوری انسانیت آدم علیہ السلام کی اولاد ہے۔ رنگ، نسل، قبیلہ برادری، ملک وقوم وغیرہ کی فطری تقسیم صرف باہمی تعارف کے لئے ہے۔ قرآن میں ارشاد ربانی ہے:

یَا أَیُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا (۲۵)

اے لوگو! ہم نے آپ کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور آپ کی برادریاں اور قبائل بنائے تاکہ آپ ایک دوسرے کو پہچان سکیں۔

دوسری جگہ ارشاد ربانی ہے:

یَا أَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً (۲۶)

اے لوگو! اللہ سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اس سے اس کی بیوی کو پیدا کیا، اور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیئے۔

نبی اکرم ﷺ نے احادیث کے ذریعے مساوات کے درس کو عام کیا اور نسل انسانی میں فضیلت اور فرق کی بنیاد صرف تقویٰ کو قرار دیا۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں:

لا فضل لعربیّ علی عجميّ و لا لعجميّ علیٰ عربیّ إلاّ بالتقوی (۲۷)

تم میں سے کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عربی پر کوئی فوقیت نہیں سوائے تقویٰ کے۔

''النا س بنوآدم وخلق اللہ آدم من التراب''(۲۸)

تم سب آدم علیہ السلام کی اولاد ہو اور آدم علیہ السلام مٹی سے بنے تھے۔

''ایھا النا س! إنّ اللہ قدأذھب عنکم عبیة الجاھلیّة وتعاظمھا بآبا ئھا''(۲۹)

اے لوگو! یقیناً اللہ تعالیٰ نے تم سے جاہلیت کے تکبر کو اور جاہلیت کے زمانے میں اپنے آباء واجداد پر فخر کرنے اور ان کو عظیم جاننے کی نحوست کو تم سے دور کر دیا ہے۔

غور فرمایئے نبی اکرم ﷺ نے معاشرے کے اندر طبقاتی کشمکش کی کس طرح بیخ کنی کر کے معاشرے کو مساوات کا درس دیا ہے کہ کوئی شخص کسی دوسرے شخص سے محض اس بناء پر افضل نہیں ہوسکتا کہ اس کے پاس مال زیادہ ہے یا وہ کسی اونچی سوسائٹی سے تعلق رکھتا ہے بلکہ فضیلت اور شرافت کا معیار صرف تقویٰ ہے۔

۲۔ اخوت:

تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں دین کا رشتہ تمام مسلمانوں کو ایک وحدت میں جوڑ دیتا ارشادِ ربانی ہے:

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَة.(۳۰)

مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللهِ جَمِيْعاً وَلاَ تَفَرَّقُوْا (۳۱)

اور تم سب مل کر اللہ کی رسی کو تھام لو اور تفرقے میں نہ پڑو۔

ایک اور جگہ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

المسلم أخوالمسلم(۳۲)

مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔

لا یؤمن أحدکم حتی یحبّ لأخیه مایُحبّ لنفسه(۳۳)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اپنے بھائی کے لیے وہ چیز پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔

آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا۔

مثل المومنين فی توادّهم وتراحمهم وتعاطفهم كمثل الجسد إذ اشتكیٰ منه عضوٌ تدٰعی له سائر جسده بالسَّهر والحمّٰی(۳۴)

مومن کی آپس میں محبت ،رحم اور مہربانی میں مثال ایسی ہے جیسے ایک ہی جسم جس کے کسی ایک عضو میں تکلیف ہوتی ہے تو پورا جسم تکلیف محسوس کرتا ہے اور اسے جاگنے پر مجبور کر دیتا ہے۔

یہ ہے اخوت اسلامی اس سے اسلامی معاشرے میں ایسی خوشگوار فضا پیدا ہوتی ہے کہ غیر مسلم قومیں اس کی مثال پیش نہیں کرسکتیں۔ اس طرح ایک عقیدہ اور ایک اخلاقی ضابطے کو تسلیم کرنے والے اسلامی معاشرہ تعمیر کرتے ہیں ۔یہ معاشرہ جغرافیائی سرحدوں کو توڑ کے رکھ دیتا ہے۔

۳۔ ذمہ داری کا تصور:

اسلام اپنے ماننے والوں پر انفرادی واجتماعی دونوں صورتوں میں کچھ ذمہ داریاں عائد کرتا ہے اسی حوالے سے ہر مکلّف شخص کی کچھ نہ کچھ ذمہ داریاں بنتی ہیں۔وہ حاکم ہو یا محکوم،امیر ہو یا غریب،آجر ہو یا اجیر،شوہر ہو یا بیوی،استاد ہو یا شاگرد تمام اپنی اپنی جگہ ذمہ دار ٹھہرتے ہیں اور ہر ایک اپنے عمل کے لئے جوابدہ ہے۔

اسلام پورے معاشرے میں یہ احساس بیدار کرتا ہے کہ وہ نیکیوں کو قائم کرنے والا برائیوں کو روکنے والا اور ایک دوسرے کی مدد کرنے والا ہو۔

فرمان نبوی ﷺ ہے:

من رأى منكم منكراً فليغيره بيده فإن لمُ يستطع فبلسانه وإن لم يستطِعُ فبقلبه(۳۵)

تم میں سے جب کوئی کسی برائی کو دیکھے تو اسے چاہیے کہ اسے اپنے ہاتھ سے روکے اور اگر ہاتھ سے نہیں روک سکتا تو زبان سے روکے اور اگر زبان سے نہیں روک سکتا تو اسے اپنے دل میں برا جانے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

الدين النصيحة۔قلنا لمن هی يارسول اللهﷺ؟ قال: لِلّٰهِ ولرسوله ولكتابه ولأئمة المسلمين وعامتهم(۳۶)

دین خیر خواہی کا نام ہے۔ہم نے پوچھا کس کے لیے خیر خواہی ہے اے اللہ کے رسول ﷺ!؟

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے لیے، اس کے رسول ﷺ کے لیے، اس کی کتاب کے لیے اور مسلمانوں کے آئمہ کے لیے اور عام مسلمانوں کے لیے۔

ایک دفعہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

والذی نفسی بیدہ لتأمرنّ بالمعروف ولتنھون عن المنکر أوْ لیوشکن اللّٰہ أن یَبعث علیکم عقابامنہ ثم تدعونہ فلا یستجیب لکم (۳۷)

قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم ضرور نیکی کا حکم دو اور برائی سے منع کرو ورنہ اللہ تم پر ایسا عذاب نازل کرے گا کہ تم اسے پکارو گے اور وہ تمہاری دعائیں قبول نہ کرے گا۔

ان احادیث سے أمر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی اہمیت اُجاگر ہوتی ہے اور اس امت کو خیر امت کا لقب اسی فریضہ کی ادائیگی کی بناء پر عطا ہوا ہے۔ اس فریضہ کے ذریعے معاشرے سے برائیوں کا خاتمہ ہوتا ہے اور وہ معروف کی راہ پر گامزن ہو جاتا ہے۔ لامحالہ طور پر جو شخص امر بالعروف اور نہی عن المنکر کا خیال رکھے گا اور اس طرح معاشرہ بہت سی برائیوں اور الائشوں سے پاک ہوگا۔

۴۔ حقوق و فرائض:

اسلام نے انسانوں کے باہمی حقوق و فرائض کا ایک مکمل نظام بھی دیا جس کی طرف احادیث نبویہ ہماری رہنمائی کرتی ہیں اور ہمیں بتلاتی ہیں کہ کس طرح نبی اکرم ﷺ نے اپنی تعلیمات مقدسہ کے ذریعے انسانوں کو باہمی حقوق و فرائض کا احساس دلایا اور ایک مہذب، غم خوار اور ذمہ دار معاشرے کو پروان چڑھایا۔

حقوق و فرائض کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے یعنی ایک شخص کا اپنا فرض ادا کرنا درحقیقت دوسرے فرد کا حق ادا کرنا ہے جب تک ہم سب اپنی اپنی جگہ اپنے فرائض نہیں پہچانیں گے اور دوسروں کے واجب الا داحقوق سے عہدہ برآ نہیں ہوں گے اس وقت تک ہم سچے اور کھرے مسلمان نہیں بن سکتے۔

احادیث نبویہ ﷺ نے تو ہمیں ہر قسم کے حقوق کا ایک پیکج دیا ہے جس میں والدین کے حقوق، بھائی بھائی کے حقوق، اہل خانہ کے حقوق، رشتہ داروں کے حقوق، میاں بیوی کے حقوق، اہل محلہ کے حقوق، پڑوسیوں کے حقوق، اولاد کے حقوق، حکمرانوں کے حقوق، یتیموں اور مسکینوں کے حقوق نیز غیر مسلموں کے حقوق حتیٰ کہ جانوروں اور درختوں تک کے حقوق کو واضح اور متعین کر دیا ہے۔

آج ہمارا معاشرہ بدعملی کا شکار ہے نفسا نفسی کا عالم ہے رشتوں کی مضبوط دیواروں میں دراڑیں پڑ رہی ہیں۔ رویوں میں سرد مہری کی برف جمتی جا رہی ہے۔ پیشانیاں شکنوں سے بھرتی جا رہی ہیں۔ اس کی وجہ صرف اور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

صرف تعلیمات نبویہؐ سے دوری ہے آج کے دور میں یہ فلسفہ ہر کسی کے ذہن میں جگہ بنا چکا ہے کہ دوسروں کو حق دینا نہیں اور اپنا حق چھوڑنا نہیں۔ یہی فساد کی بنیادی جڑ ہے۔ بندوں کے حقوق پورے نہیں کیے جائیں گے اور اس سے روگردانی کی جائے گی تو رشتے اور بندھن کمزور ہی ہوں گے۔

اس وقت ہمارے معاشرے میں یہ رویہ بڑا عام ہے کہ کچھ لوگ حقوق اللہ کا تو اہتمام کرتے ہیں لیکن وہ معاملات میں کھوٹے ہیں اخلاق وکردار کی پستی میں مبتلا ہیں، اسی طرح کچھ لوگ وہ ہیں جو حقوق اللہ کو تو اہمیت نہیں دیتے لیکن اخلاق وکردار کے اچھے، معاملات کے کھرے اور امانت ودیانت جیسی خوبیوں سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔

یوں اسلام کا کامل نمونہ اور اسلامی تعلیمات کے کامل پیکر افراد ہمارے معاشرے میں بہت کم نظر آئے ہیں۔ حالانکہ کامل مسلمان بننے کے لئے ضروری ہے کہ اللہ کے حقوق بھی صحیح طریقے سے ادا کیے جائیں اور اسی طرح بندوں کے حقوق میں بھی کوتاہی نہ کی جائے ورنہ اندیشہ ہے کہ نماز روزے کی پابندی کے باوجود رحمت ومغفرت الٰہی سے محرومی ہمارا مقدر بن جائے گی۔

ان رسول اللہ ﷺ قال :اتدرون ماالمفلس ؟قالوا : المفلس فینا من لا درھم لہ ولا متاع فقال : ان المفلس من امتی من یاتی یوم القیامۃ بصلاۃ وصیام وزکوٰۃ ویاتی قد شتم ھذا وقذف ھذاواکل مال ھذاوسفك دم ھذا ،وضرب ھذا ،فیعطی ھذا من حسنا تہ، وھذا من حسنا تہ فان فنیت حسنا تہ ،قبل ان یقضیٰ ما علیہ ،اخذ من خطا یا ھم فطرحت علیہ ثم طرح فی النار۔(۳۸)

ایک مرتبہ رسول اکرم ﷺ نے صحابہؓ سے پوچھا تم جانتے ہو مفلس کون ہے؟ صحابہؓ نے جواب دیا: اللہ کے رسول مفلس وہ شخص ہے جس کے پاس درہم اور مال ومتاع نہ ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں بلکہ میری اُمت کا مفلس وہ شخص ہوگا جو قیامت کے دن بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوگا دنیا میں وہ نمازیں پڑھتا رہا ہوگا اور زکوٰۃ ادا کرتا رہا ہوگا۔ روزے رکھتا رہا ہوگا لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس نے کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پر بہتان باندھا ہوگا، کسی کا مال کھایا ہوگا کسی کا خون بہایا ہوگا یا کسی کو مارا پیٹا ہوگا۔ چنانچہ اس کی نیکیاں ان میں تقسیم کردی جائیں گی حتیٰ کہ اس کی نیکیاں ختم ہوجائیں گی۔ لیکن اس کے ذمے ابھی دوسروں کے حقوق باقی ہوں گے تو مظلوموں کے گناہ اس کے کھاتے میں ڈال دیئے جائیں گے۔ پھر اس کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

اس حدیث رسول ﷺ اور اس جیسی کئی دیگر احادیث سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ نماز روزے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور دیگر عبادات کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کی ادائیگی بھی کتنی ضروری ہے ان میں کوتاہی سے ہماری عبادات بھی ضائع ہو سکتی ہیں۔ محض عبادات نجات کا باعث نہیں ہیں جب تک معاشرے میں رہنے والے لوگوں کے حقوق کا خیال نہ رکھا جائے کسی پر زیادتی نہ کی جائے کسی کے مال کو برے طریقے سے حاصل نہ کیا جائے۔ کسی پر الزام تراشی اور بہتان نہ لگایا جائے، کسی کا خون نہ بہایا جائے۔ رسول اللہؐ کے تیار کردہ معاشرے میں ان باتوں کا خیال رکھا جا تا تھا، ہمارے معاشرے کی اصلاح کی یہی صورت ہے کہ ہم وہی طرزِ عمل اپنائیں جو صحابہ کرامؓ نے اپنایا ہے۔

۵۔ اخلاق حسنہ

سچائی، انصاف، پاسِ عہد اور امانت کو ہمیشہ سے انسانی اخلاقیات میں تعریف کا مستحق سمجھا گیا اور کبھی کوئی ایسا دور نہیں گذرا جب جھوٹ، ظلم، بدعہدی اور خیانت کو پسند کیا گیا ہو۔ ہمدردی، فیاضی اور فراخدلی کی ہمیشہ قدر کی گئی اور خودغرضی، سنگ دلی، بخل اور تنگ نظری کو کبھی عزت کا مقام حاصل نہیں ہوا۔ صبر و تحمل، استقلال و بردباری، اولوالعزمی وشجاعت ہمیشہ سے وہ اوصاف رہے ہیں جو داد کے مستحق سمجھے گئے اور بے صبری، چھچھورا پن، تلون مزاجی، پست حوصلگی اور بزدلی پر کبھی تحسین و آفرین کے پھول نہیں برسائے گئے۔

اخلاقی تعلیمات بھی معاشرے کو سدھارنے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حوالے سے ہماری بہت زیادہ رہنمائی فرمائی ہے۔ مختلف مقامات پر اخلاق حسنہ کی اہمیت کو واضح کیا ہے۔ چند ارشادات ملاحظہ ہوں:

الف۔ خالقِ الناس بخلق حسن (۳۹)

لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آؤ۔

ب۔ سئل رسول الله عن أكثر مايدخل الناس الجنة فقال تقوىٰ الله وحسن الخلق (۴۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس چیز کے بارے میں پوچھا گیا جو بکثرت لوگوں کو جنت میں لے جانے والی ہو؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کا خوف اور اچھا اخلاق۔

ج۔ من حسن خلقه بنى له فى اعلا ها (۴۱)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے اخلاق اچھے ہوں گے اس کے لیے جنت کے اعلیٰ درجہ میں گھر تعمیر کیا جائے گا۔

د۔ إنَّ مِن أحبّكم إليّ واقربكم منى مجلساً يوم القيمة أحاسنكم أخلاقاً (۴۲)

میرے نزدیک تم میں سے پسندیدہ آدمی اور قیامت کے دن میرے قریب جگہ پانے والا آدمی وہ ہے جو تم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

میں سے اخلاق میں بہتر ہو۔

ر۔ ما شیء اثقل فی میزان المؤمن یو م القیا مۃ من خلق حسن (۴۳)

حسنِ اخلاق سے زیادہ میزان میں کوئی چیز بھاری نہیں۔

س۔ إن الرجل لیدرك بحسنِ خلقه درجة الصائم القا ئم (۴۴)

اچھے اخلاق کی وجہ سے آدمی رات کو قیام کرنے والے اور دن کو روزہ رکھنے والے کا مقام پا سکتا ہے۔

یہ احادیث مبارکہ اس بات کی واضح دلیل ہیں کہ معاشرتی اصلاح و تربیت کے سلسلے میں اخلاقِ حسنہ کو کیا مقام حاصل ہے۔ اور ان احادیث مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ معاشرتی بگاڑ کو دور کرنے کے لئے سیرت نبویہ ﷺ نے کس قدر اہم کردار ادا کیا ہے۔ ہمارے معاشرے کی اصلاح کے لیے بہتر نسخہ یہی ہے کہ ہمارے سائنس دان، حکمران، اساتذہ، فن کار، تجار، صنعت کار، آجر، اجیر الغرض زندگی کے ہر میدان میں کام کرنے والے اخلاق کو درست کریں۔

۶۔ قیامِ عدل:

اسلام معاشرے میں عدل وانصاف کے قیام پر بہت زیادہ زور دیتا ہے۔ قرآن مجید میں اس کے بارے واضح احکامات ملتے ہیں:

إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالإِحْسَانِ (۴۵)

یقیناً اللہ تعالیٰ عدل اور انصاف کا حکم دیتا ہے۔

وَأَقْسِطُوا إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ (۴۶)

اور انصاف کرو بے شک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَى أَلَّا تَعْدِلُوا اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَى (۴۷)

آپ کو کسی قوم کی دشمنی اس بات پر مجبور نہ کرے کہ آپ انصاف نہ کریں۔ انصاف کرو یہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ الْإِمَامُ الْعَادِلُ وَشَابٌّ نَشَأَ بِعِبَادَةِ اللّٰهِ وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ فِي الْمَسَاجِدِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللّٰهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ إِنِّي أَخَافُ اللّٰهَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتَّى لَا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تَعْلَمَ يَمِينُهُ مَا تُنْفِقُ شِمَالُهُ وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللَّهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ "(۴۸)

سات لوگ ایسے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اس دن اپنے سایے میں رکھیں گے جس دن اللہ کے سایے کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا، ان میں سے ایک عادل حکمران، وہ نوجوان جو جوانی میں اپنے رب کی عبادت کرے اور وہ شخص جس کا دل مسجد میں لگا رہے اور وہ آدمی جن میں اللہ ہی کے لیے محبت قائم ہو اسی کے سبب وہ اکٹھے ہوں اور اسی کے سبب انھیں جدائی ہو اور وہ شخص جو ایسے مخفی طریقے سے صدقہ کرے یہاں تک کہ بائیں ہاتھ کو بھی معلوم نہ ہو سکے کہ دائیں ہاتھ سے کیا چیز صدقہ کی گئی اور وہ شخص جو ایسے خلوص کے ساتھ ذکر کرے کہ آنکھوں سے آنسو جاری ہو جائیں۔

نظام عدل اسلامی حکومت کا ایک ممتاز ادارہ ہے اس کی اہمیت کے پیش نظر بہت سی قرآنی آیات اور احادیث وارد ہوئی ہیں۔ رسول اکرم ﷺ اس حکم کے عملی نفاذ کے سلسلے میں اس قدر محتاط اور فکر مند تھے کہ لوگوں سے بار بار فرماتے جس سے کوئی زیادتی ہوئی ہے وہ مجھ سے بدلہ لے لے۔ چنانچہ حدیث کی کتابوں میں ایسے واقعات ملتے ہیں جن میں آپ ﷺ نے اپنے آپ کو بدلہ کے لئے پیش کیا۔

حضرت سواد بن عمر کہتے ہیں کہ میں ایک دن رنگین کپڑے پہن کر رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے دیکھ کر فرمایا۔ ''حط حط'' اور چھڑی سے ٹھوکا دیا میں نے کہا: یارسول اللہ ﷺ میں قصاص لوں گا۔ آپ ﷺ نے فوراً شکم مبارک کھول کر میرے سامنے کر دیا۔ (۴۹) ہر انسان اس کسوٹی پر اپنے آپ کو پرکھ کر دیکھے کہ وہ کس حد پورا اترتا ہے رسول اللہ ﷺ کی مشہور حدیث ہے کہ آپ ﷺ نے ایک قریشی عورت نے چوری کی تھی اس پر آپ ﷺ نے فرمایا:

وایم اللہ لو ان فاطمۃ بنت محمد سرقت لقطع محمد یدھا۔ (۵۰)

خدا کی قسم! اگر فاطمہ بنت محمد بھی چوری کرتی تو اس کا ہاتھ ضرور کاٹا جاتا۔

۷۔ امن عالم

ظہورِ اسلام کے وقت روئے زمین پر جہاں جہاں انسان بستے تھے وہاں وہاں معاشرتی انتشار اور فساد زوروں پر تھا، قتل وغارت، اخلاقی بے راہ روی اور معاشرتی انارکی اپنی انتہا کو پہنچ چکی تھی۔ ہر متمدن معاشرہ اس بدامنی کی لپیٹ میں تھا قرآن اسی بدامنی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتا ہے:

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ (۵۱)

لوگوں کے کرتوتوں کی وجہ سے خشکی اور سمندر میں فساد برپا ہوگیا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نبی اکرم ﷺ نے اپنی تعلیمات کا دھارا اس طرف بھی موڑا اور انسانیت کو امن عالم کا پیغام دیا۔ بیسیوں احادیث اس پر شاہد ہیں۔ کفار نے جب مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کیا وہ مدینہ چلے گئے تب بھی ان کو چین سے نہ رہنے دیا گیا۔ مجبوراً مسلمانوں کو ان سے لڑنے کا حکم ملا۔ رسول اکرم ﷺ نے حالت جنگ میں بھی اخلاقیات کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ اور جنگی قوانین میں نرمی اور اصلاح کی بچوں اور بوڑھوں اور عورتوں کو قتل کرنے سے منع کیا۔ بین الاقوامی معاہدات کی پاسداری کا حکم دیا۔

پھل دار درختوں کو کاٹنے، عبادت گاہوں کو منہدم کرنے سے منع کیا۔ اس طرح تھوڑے ہی عرصہ کے بعد وہی معاشرہ امن وسکون کا گہوارہ بن گیا۔ خونریزی اور جنگوں کا لامتناہی سلسلہ ختم ہو گیا۔ معاشرے میں افرادی جان، مال اور عزتیں محفوظ ہو گئیں۔

خلاصہ بحث:

نبی اکرم ﷺ کی دی ہوئی ان بنیادی تعلیمات نے اصلاح معاشرہ میں بہت اہم کردار ادا کیا۔ اور معاشرتی اصلاح کو صحیح خطوط پر استوار کیا۔ آج ہمارے ہاں اصلاح معاشرہ کے حوالے سے کوئی صحیح پیشرفت نہیں ہو رہی اور کردار سازی میں اُٹھایا جانے والا ہمارا ہر قدم پیچھے پڑتا ہے۔

اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ تغیرات زمانہ کی وجہ سے اسوہ نبوی ﷺ کو ہو بہو اپناتے ہوئے ترقی کی راہ پر گامزن ہونا دشوار ہو کے رہ گیا ہے بلکہ اس کا واحد سبب یہ ہے کہ اپنی غلط روش اجتماعی ہو یا انفرادی اتنی محبوب اور پسندیدہ ہے کہ ہمیں اس سے دستبردار ہونا گوارا نہیں۔ لہٰذا نبی اکرم ﷺ کی احادیث ہمیں پسند تو ہیں لیکن ان پر عمل کے لئے طبیعت حوصلہ نہیں پاتی۔

اگر ہم خوش فہمی کی رنگین فضاؤں سے نکل کر فطرت کے حقیقی ماحول کی طرف آئیں تو ہم یہ سوچنے پر مجبور ہو جائیں گے کہ آج ہم اصلاح معاشرہ کے نام پر کانفرنسیں منعقد کرواتے ہیں۔ تنظیمیں بناتے ہیں۔ جلسے کرواتے ہیں۔ لیکن خود بدعملی کا شکار ہیں۔ مجھے تو ڈر ہے کہ کہیں ہم پر وہ وعید نہ لاگو ہو جائے جس کا ذکر عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت میں کیا گیا ہے کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے اسلام کے اَسلاف کی خوبیوں کا ذکر کرنے کے بعد ارشاد فرمایا:

"ثُمَّ إِنَّهَا تَخْلُفُ مِنْ بَعْدِهِمْ خُلُوفٌ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ وَيَفْعَلُونَ مَا لَا يُؤْمَرُونَ فَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِيَدِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِلِسَانِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِقَلْبِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَيْسَ وَرَاءَ ذَٰلِكَ مِنَ الْإِيمَانِ حَبَّةُ خَرْدَلٍ" (۵۲)

پھر ان کے بعد ایسے ناخلف جانشین بنیں گے جو ایسی بات کہیں گے جو کرتے نہ ہوں گے، اور ایسے کام کریں گے جن

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کا ان کو حکم نہ دیا ہوگا۔ جو آدمی ان کے ساتھ اپنے ہاتھ سے جہاد کرے گا وہ مومن ہوگا اور جو آدمی زبان سے ان کے ساتھ جہاد کرے گا وہ بھی مومن ہوگا اور جو آدمی اپنے دل کے ساتھ ان سے جہاد کرے وہ بھی مومن ہوگا۔ اس کے بعد ایمان کا رتی بھر بھی کوئی حصہ نہیں۔ اللہ ہمیں اس وعید کا شکار ہونے سے بچائے اور سیرت نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق عمل پیرا ہو کر اصلاح معاشرہ کی توفیق بخشے۔

حوالہ جات وحواشی

(۱) البقرہ:۲: ۱۵۱

(۲) مالك،مؤطا، (دار احیاء العلوم ،بیروت،الطبعة الثالثه ۱۹۹٤ء)ص۶۹۳ ، ۱۶۷۷، (باب مَا جَاءَ فِي حُسْنِ الْخُلُقِ)

(۳) مسلم،الجامع الصحیح (دار السلام ،الریا ض،الطبعة الاولیٰ ۱۹۹۸ء)ص۱۰۸۹ ، ۶۳۶۲، (بَاب مِنْ فَضَائِلِ أَبِي ذَرٍّ رضی الله عنه)

(٤) احمد بن حنبل،المسند (دار الفکر،بیروت) ۱/۲۰۲،(حدیث الحسن بن علیؓ بن أبی طالبؓ)

(۵) ابن منظور،لسان العرب ،(دارِ صادر،بیروت) ۹/ ۲۲۰۔

(٦) الشعراء:۲۱٤

(۷) بخاری،الجامع الصحیح، (دا رالسلام ،الریا ض، ۱۹۹۹ء)ص ۵۳ حدیث نمبر:۳۰٤(باب الزکاةعلی الاقارب)

(۸) الرحمن:۳۳

(۹) مسلم،الجامع الصحیح،ص ۱۱۲٤ حدیث نمبر:٦٥٤١(باب تحریم الظلم)

(۱۰) أیضاً،ص ۱۱۳۱ حدیث نمبر:٦٥٦٥(باب تراحم المؤمنین وتعاطفهم)

(۱۱) أحمد،المسند،۵/۲٤۳

(۱۲) أیضاً، ۵/۱۸۰۔

(۱۳) أیضاً،۲/٤۰۰۔

(۱٤) ترمذی، ابوعیسی محمد بن عیسی ،السنن (دار السلام ،الریا ض، ۱۹۹۹ء،ابواب صفة القیامة والرقائق:۲۵۰۷)

(۱۵) ابو داؤد،السنن (دار السلام ،الریا ض،الطبعة الا ولیٰ ۱۹۹۹ء)باب فی النصیحة والحیاطة :٤۹۱۸

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(۱۶) مسلم،الجامع الصحيح،(باب تراحم المؤمنين وتعاطفهم :٤٦٨٥)

(۱۷) حم السجدة: ٤١:٤٦

(۱۸) بخاری، الجا مع الصحيح ،باب العبد راع فی مال سيده :٢٢٣٢

(۱۹) ترمذی،السنن ص ٥٥٠،باب ماجاء فی شأن الحساب والقصاص ا : ٢٤١٦

(۲۰) الانبياء: ٢١:٢٥

(۲۱) بخاری، الجا مع الصحيح،ص ٤٧٢ ،باب اسم الفرس والحمار :٢٨٥٦

(۲۲) ابن ماجه،السنن(دار السلام ،الرياض، ١٩٩٩ء)ص ٣٤،باب فضل العلماء والحث على طلب العلم:٢٢٤

(۲۳) النجم: ٥٣:٣٩

(۲۴) مسلم، الجا مع الصحيح،ص ١١٥٣،باب كيفية خلق الآدمى فى بطن أمه :٦٧٣٣

(۲۵) الحجرات:٤٩:١٣

(۲۶) النساء:٤:١

(۲۷) أحمد،المسند،٥/٤١١۔

(۲۸) ترمذی،السنن،ص٧،باب ومن سورة الحجرات :٣٢٧٠

(۲۹) أيضا

(۳۰) الحجرات: ٤٩:١٠

(۳۱) آل عمران:٣: ١٠٣

(۳۲) مسلم، الجا مع الصحيح ، ص١١٢٤،باب تحريم الظلم :٦٥٤١

(۳۳) بخاری ، الجا مع الصحيح،ص٥،بَاب مِنْ الْإِيمَانِ أَنْ يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ: ١٣

(۳۴) مسلم،الجا مع الصحيح،ص١١٣١،باب تراحم المؤمنين وتعاطفهم :٦٥٨٦۔

(۳۵) أيضاً،ص٤٢،باب بيان كون النهى عن المنكر من الإيمان : ١٧٧

(۳۶) بخاری،الجا مع الصحيح ،ص١٣، باب قول النبى ﷺ الدين النصيحة: ٥٧

(۳۷) ترمذی السنن،ص ٤٩٨، باب ما جاء فى الأمر بالمعروف : ٢١٦٩

(۳۸) مسلم،الجا مع الصحيح،ص ١١٢٩،باب تحريم الظلم :٦٥٧٩

(۳۹) ترمذی،السنن، ص٤٦٠ ،باب ماجاء فى معاشرة الناس : ١٩٨٧

(۴۰) أيضاً، ص٤٦٢-٤٦٣، باب ماجاء فى حسن الخلق: ٢٠٠٤

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(۴۱) أیضاً،ص ۴٦١،باب ماجاء فی المراء : ١٩٩٣

(۴۲) أیضاً،ص ۴٦٥،باب ماجاء فی معالی الأخلاق: ٢٠١٨

(۴۳) أیضاً،ص ۴٦٢،باب ماجاء فی حسن الخلق: ٢٠٠٢

(۴۴) أبو داؤد،السنن ،ص ٦٧٩،باب فی حسن الخلق: ۴٧٩٨

(۴۵) النحل: ١٦: ٩٠

(۴٦) الحجرات:۴٩: ٩

(۴٧) المائدة: ٥: ٨

(۴٨) مسلم،الجامع الصحیح ، ص ۴١٥ ،باب فضل إخفاء الصدقة : ٢٣٨٠

(۴٩) ابو داؤد ،السنن ،ص ٧٣٣،باب : ٥٢٢۴

(٥٠) بخاری ، الجامع الصحیح،ص ١١٧٠،باب کراهیة الشفاعة فی الحد :٢٧٨٨

(٥١) الروم: ٣٠: ۴١

(٥٢) مسلم:الجامع الصحیح ، باب کون النهی عن المنکر من الإیمان :٧١؛
الخطیب التبریزی،ابوعبداللہ محمدبن عبداللہ ،مشکوة المصابیح،(المکتب الاسلامی بیروت، الطبعة الاولیٰ ١٩٩١ء) ١/ ٩١-٩٢ حدیث نمبر ١٥٧۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

© rasailojaraid.com